محمد عاصم بٹ کے ناولوں میں وجودی عناصر

ڈاکٹر صدف نقوی *

Dr. Sadaf Naqvi

ڈاکٹر راشدہ قاضی **

Dr. Rashida Qazi

Abstract:

"The name of Muhammad Asim Butt is very important in 21st century novel writers. The basic aspects of his novel writing is based on simplicity and reality. Both novels (Daira & Natamam) of Asim Butt are reflection of the tragedy of people of modern era. The existantialism philosophy inclines towards human integrity. Muhammad Asim Butt shows fear, hopelessness and depravedness through the character of his novels. But he wants to incalcate courge and effort in his characters. The novel named "Daira" is the unended circle of life and "Natamam" infact represents the wish of ending of all sins. The creative probability of Asim Butt possess a wide scope. He holds distinguished place in these novel writing due to qualities."

اُردو کے نثری ادب میں بہت سے شاہکار ناول موجود ہیں۔ ناول کی روایت میں بیسویں صدی میں بہت سے اہم ناول منصہ شہود پر آئے۔ اکیسویں صدی بھی اس لحاظ سے خاصی بار آور ہوئی کہ اس کی پہلی ہی دہائی میں بہت سے شاہکار ناول تحریر کیے گئے۔ انھی ناولوں میں محمد عاصم بٹ کے ناول ''دائرہ'' اور ''ناتمام'' شامل ہیں۔ ناول ''دائرہ'' کو وجودیت کے حوالے سے مثال قرار دیا جا سکتا ہے۔ وجودیت دراصل باطن کی کش مکش پر مبنی تحریک تھی سائنسی ترقی کی بنا پر انسان کی اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت کو جھنجوڑ دیا۔ انسان تنہائی کا شکار ہو گیا اور اس تنہائی کی وجہ سے اس کے اندر احساسِ محرومی نے جنم لیا۔ انسان کا اپنی ذات سے اعتبار اُٹھ گیا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

☆ لیکچرار شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

☆☆ پرنسپل، گرلز کالج آف کامرس، ڈیرہ غازی خان

”وجودیت کی اساس اس امر پر استوار ہے کہ انسان اس دنیا میں آزاد اور منفرد پیدا ہوا لیکن معاشرے میں رہنے کی بنا پر وہ اپنے لیے ایک خاص نوع کا طرزِ عمل منتخب کرنے پر مجبور ہے۔ بحیثیت فرد یہ انتخاب اس کا حق ہے جبکہ معاشرے کا ایک رکن ہونے کی بنا پر یہی انتخاب ایک مجبوری بن جاتا ہے اور اس کے کرب کا وہ احساس جنم لیتا ہے جو جدید انسان کا سب سے بڑا المیہ ہے۔“(۱)

ناول ”دائرہ“ بھی دراصل انسان کی اسی کیفیت کا اظہار ہے۔ آصف مراد کا کردار دراصل وجودی کش مکش کا حامل کردار ہے نہ صرف آصف مراد بلکہ اس ناول کے ذریعے کئی کرداروں کی روتی سسکتی زندگی ہمارے سامنے وجودی کش مکش کے شکار کرداروں کو ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

ناول ”دائرہ“ فکری اعتبار سے دل چسپ ناول ہے۔ اس میں کرداروں کے مکالمات، اُن کی داخلی خود کلامی، اُن کے خیالات، اُن کی زندگی کے المیہ و حزنیہ زندگیوں کے واقعات اس طرح دلچسپ انداز میں بیان کیے گئے ہیں کہ تحریر کا ایک ایک لفظ قارئین کے لیے مفاہیم کے نئے دروا کرتا ہے۔ خاص طور پر ناول کا سب سے اہم کردار ”راشد“ اور رناول میں ہی اُس کا دوسرا رُخ ”آصف مراد“ کا کردار دونوں اس طرح مل جاتے ہیں کہ ان کی تفریق مشکل ہو جاتی ہے۔ راشد اداکار ہے اور اپنے پیشے کے ساتھ اتنا مخلص ہے کہ ناول کی قرأت کے دوران بار بار قاری فلمی اور حقیقی زندگی کے منظر میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ روبینہ سلطان لکھتی ہیں:

”آصف مراد اصل میں اس فلم ”دائرہ“ کا ایک کردار ہے جس کا اصل نام راشد ہے۔ یہ ناول کی ایک پرت ہے جس کو راوی قوتِ ترغیب سے لیس کر کے قاری کے سامنے پیش کرتا ہے لیکن یہ قوت ترغیب یہیں ختم نہیں ہوتی اس کے بعد کہانی کی اگلی پرت شروع ہوتی ہے جہاں آصف مراد خود کو راشد ماننے سے انکار کر دیتا ہے اور مسلسل یہ کہتا ہے کہ وہ آصف مراد ہے راشد نہیں ہے۔ یہاں پر راوی ایک اور نکتہ بیان کرتا ہے جو بڑا اُلجھا ہوا ہے اور ساتھ ساتھ قاری کو بھی اُلجھاتا ہے یعنی اگر آصف مراد راشد ہے تو آصف مراد کون ہے اور اگر آصف مراد ہے تو راشد کون ہے۔۔۔ پھر اسی شخصی پہچان کا المیہ پوری کہانی میں چلتا ہے۔“(۲)

عاصم بٹ کے اس ناول میں کہانی در کہانی چلتی ہے جو دراصل اس حقیقت کی عکاس ہے کہ ہر انسان دراصل دائرہ در دائرہ سفر میں ہے اور دائروں کا یہ سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ غفور احمد اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”مصنف نے دو الگ کرداروں کے ذریعے جہاں دورِ جدید کے انسان کا مسئلہ اُٹھایا ہے۔ وہیں اُس نے زندگی میں پیش آنے والے واقعات کو ایک نئے تناظر میں پیش کیا ہے۔ کئی چہروں کی زندگی بسر کرنے والے انسان کا داخلی کرب سمٹ کر نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔ دائروں میں گزرتی اور سسکتی زندگی ہمارے سامنے رونما ہوتی ہے جس کی کوئی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ یہ ایک ایسا تسلسل ہے جو دائرے کی طرح جاری و ساری ہے۔“(۳)

محمد عاصم بٹ کے ناول ”دائرہ“ میں اُن کے فکر کے منفرد اور انوکھے مظاہرے دیکھے جا سکتے ہیں۔ ناول کے موضوع میں گہرائی ہے جو قارئین کے لیے غور و فکر کے در وا کرتی ہے۔ دورِ جدید میں شناخت کے جس بحران سے دوچار ہے اُس کا عملی اظہار اس ناول میں نظر آتا ہے۔

محمد عاصم بٹ کے ناولوں میں زندگی اور فن کا شعوری امتزاج نظر آتا ہے۔ اُنھوں نے اپنے اردگرد کی زندگی کو بڑی گہری نظر سے دیکھا ہے اور تخیل کے آئینے سے گزار کر اُسے ناول کے صفحۂ قرطاس پر پیش کیا ہے۔ محمد عاصم بٹ کے ناولوں میں حقیقت نگاری اور مقصدیت غالب ہے۔ اُنھوں نے اپنے دونوں ناولوں میں اپنے نظریات اور افکار کو عملی جامہ پہنانے کی ایک کاوش کی ہے۔ ناول دائرہ زندگی کا دائرہ ہے اور لامختتم ہے اور ناول ”ناتمام“ کا مقصد بھی دراصل یہ اُمید ہے کہ شاید اس کہانی کے بعد اندھیرا ختم ہو جائے۔

محمد عاصم بٹ کا ناول ”دائرہ“ پہلی بار ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا پھر ترمیم و اضافے کے بعد ۲۰۰۸ء میں دوبارہ شائع ہوا۔ ناول کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

> ”دائرے کا کوئی آغاز، کوئی اختتام نہیں ہوتا۔ یہ لامختتم ہے اور اس لیے دنیا کا سب سے بڑا بھید۔“(۴)

بلاشبہ انسانی زندگی بھی ایک دائرے کی مانند ہے۔ آج کا انسان اپنی شناخت کے بحران کا شکار ہے اور اس احساس نے اُس کی زندگی کے کرب کو شدید تر کر دیا ہے۔ ایسے میں پورے انسان کا عکس ملنا محال ہے۔ اگرچہ اس کائنات میں اہم ترین ہستی انسان ہے اور بقول:

"ہمارے تصورات میں انسان ساری کائنات میں سب سے اہم ہستی ہے۔ زندگی صدق ہے، پیدائش حق ہے جہاں سچائی ہے موت مکمل خاتمے کے بجائے ایک اور زندگی ہے۔ طلب علم عبادت ہے، مشاہدہ فطرتِ خدائی حکم ہے۔ خدا جہاں تہاں موجود ہے اور تاریخ کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان دائروں سے ہمارا جہانِ معنوی مرتب ہوتا ہے۔"(۵)

محمد عاصم بٹ کا ناول "دائرہ" بھی انہی سوالوں کے گرد گھومتا ہے۔ شناخت کی پہچان اس کا بنیادی موضوع ہے۔ دراصل شناخت ہی وجودیت کے علمبرداروں کا المیہ ہے۔ ناول کی کہانی ایک فلمی اداکار راشد کی کہانی ہے جو کہ فلم میں آصف مراد کا کردار ادا کر رہا ہے جو ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی میں ملازمت کرتا ہے۔ اس فلمی کردار کے سارے پہلو راشد کے اعصاب پر سوار ہو جاتے ہیں اور وہ نفسیاتی کش مکش کا شکار ہو جاتا ہے۔ دوہری زندگی کا یہ عذاب اس کے لیے دائرے کی طرح نامختتم بن جاتا ہے۔

ناول دائرہ میں محمد عاصم بٹ نے بیانیہ تکنیک استعمال کی ہے۔ کہانی کے بیانیہ کے لیے مصنف راوی کا سہارا لیتا ہے۔ راوی کہانی کو ماضی میں بیان کرتا ہے اور خود حال میں یا مستقبل میں موجود ہوتا ہے اور پھر اگلے لمحے ہی مستقبل میں کہانی بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔ دائرہ کی کہانی بھی زیادہ تر ماضی کے گرد گھومتی ہے۔ کہانی کا آغاز حال سے ہوتا ہے۔ پھر ایک لمبے عرصے کے لیے ماضی کا بیان ہے۔ ناول کے مرکزی کردار نورین اور راشد ہیں اور راوی کی زبانی اُن کی کہانی بیان ہوتی ہے۔ یہ دونوں کردار فلم "دائرہ" کی آخری شوٹنگ سے فارغ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد نورین کے ماضی کی کہانی شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تمام کرداروں کو پہلے حال میں دکھایا ہے اور اس کے بعد ماضی کو بیان کیا گیا ہے:

"جس گھر میں راشد پیدا ہوا وہ بستی کے دوسرے گھروں کی مانند ایک کمرے اور چھوٹے سے صحن پر مشتمل تھا۔ صحن کی دیواریں اتنی پست تھیں کہ باہر گلی میں چلتے ہوئے آسانی سے سب کچھ دکھائی دیتا تھا۔ راشد کچھ بڑا ہوا تو نسیم اسے جیرو سے دور دور رکھتی تھی۔ وہ سات آٹھ برس کا ہو گیا اور تمام دن اپنے جیسوں کی ٹولی کے ساتھ خرمستیاں کرتا پھرتا تھا۔"(۶)

مصنف نے اس اقتباس میں راشد کے ماضی کی کہانی کو بیان کیا ہے جب کہ اس سے پہلے وہ اسے ایک کامیاب اداکار کی حیثیت سے دکھا چکا ہے۔ محمد عاصم بٹ کے ناول ''دائرہ'' میں نورین اور راشد دو اہم کردار ہیں۔ راشد کے کردار کی دو پرتیں ہیں۔ وہ اداکاری کے فن کو اس طرح اپنے اوپر طاری کر لیتا ہے کہ قاری کے لیے راشد اور آصف مراد کے کردار کی تمیز مشکل ہو جاتی ہے اور وہ ابہام کا شکار ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ مصنف کا کمالِ فن ہے کہ اُس نے ایک شخص کے دو چہروں کو بے نقاب کیا ہے۔ دراصل ہماری اس دنیا میں ہر شخص مختلف چہروں کے نقاب لگائے گھوم رہا ہے۔ دراصل مصنف نے اسی حقیقت سے پردہ اُٹھایا ہے۔ دراصل ''دائرہ'' التباس پیدا کرنے والا ناول ہے۔

محمد عاصم بٹ نے اس ناول میں لاہور کی تہذیب، اندرون شہر کی تنگ و تاریک فضا، محبت کے دعوے داروں کی مکاریاں اور عیاریاں اور معصوم لڑکیوں کے بہکاوے میں آنے کے موضوعات کو بڑی خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ مصنف نے اس ناول میں متوسط طبقے کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو پیش کیا ہے۔ دراصل یہ طبقہ ہماری طبقاتی تقسیم میں نہایت اہمیت کا حامل ہے اور دوہری زندگی کے عذاب کا شکار ہے۔ یہ دوہری زندگی دراصل وجودیت ہی کی نمائندگی کرتی ہے۔ غفور احمد لکھتے ہیں:

> ''دوہری زندگی کا عذاب دائرے کی طرح لامختتم ہے۔ دائرے کا ہر کردار اپنے حصے کی گولائی میں اس طرح اضافہ کر جاتا ہے کہ اسے اپنی ابتدا کی خبر ہوتی ہے اور نہ انتہا کی۔ اس ناول کا موضوع ہر انسان کی زندگی کا موضوع ہے۔''(۷)

دائرہ کا تھیم اور اُس کی آئیڈیالوجی جدید انسان کے مسائل کے گرد گھومتی ہے۔ جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہو کر قاری پر اپنے نقش مرتب کرتی ہے۔

محمد عاصم بٹ کا اسلوب رواں اور سادہ ہے۔ دراصل ناول وہی کامیاب ہوتا ہے جس کا اسلوب خود ساختہ ہوتا ہے کیونکہ اسلوب کہانی کے مطابق ڈھلتا ہے۔ دائرہ کی کہانی اندرون لاہور کی کہانی ہے۔ لہٰذا زبان و بیان میں بھی ہمیں وہی لہجہ نظر آتا ہے جو خالص لاہور کی پہچان ہے۔ اس میں پنجابی کی ٹھیٹھ الفاظ کا استعمال نظر آتا ہے۔ بعض جگہ مکالموں میں ضرب الامثال اور کہاوتیں بھی نظر آتی ہیں۔ روبینہ سلطان اس حوالے سے لکھتی ہیں:

"یہ ناول اندرون لاہور کی فضا میں تخلیق ہوا ہے یہاں کے رسم و رواج اور لوگوں کے رویے اُجاگر ہوتے ہیں۔ ناول میں اپنی تکنیک اور ہیئت کے لحاظ سے ناول اپنے اندر جدت لیے ہوتے ہے۔۔۔ اُردو میں یہ پہلا ناول ہے جو اس ہیئت میں لکھا گیا ہے کہ جس میں بیک وقت دو بلکہ تین کہانیاں چلتی ہیں۔ اس لیے یہ ناول تجرباتی سطح پر بھی اپنے اندر جدت رکھتا ہے۔ اُردو فکشن میں یہ ایک نیا تجربہ ہے۔"(۸)

محمد عاصم بٹ کا دوسرا ناول "ناتمام" دراصل اس تمنا کا اظہار ہے کہ معاشرے سے برائیوں کا یہ سلسلہ تمام ہو جائے۔ اس خواہش کا اظہار اُنھوں نے ناول کے آغاز میں کیا ہے:

"سورج ڈوب جاتا ہے تو روشنی اندھیرے کے پیٹ میں نطفہ بن کر بیٹھ جاتی ہے۔ ایک نئے سورج کو جنم دینے کے لیے ایک نئے کل کی اُمید بن کر۔ جو کہانی میں ہم آئندہ صفحوں میں پڑھنے جا رہے ہیں۔ اُس کی بنیاد میں شاید اُمید کا دخل نہ ہو، لیکن اسے یہاں پیش کرنے کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یوں سنانے سے شاید یہ کہانی کہیں ختم ہو سکے۔"(۹)

ناول "ناتمام" کی کہانی دراصل ایک لڑکی صائمہ کے گرد گھومتی ہے جس کا باپ فوت ہو چکا ہے۔ بہن طلاق کا داغ سجا کر میکے آن بیٹھی ہے۔ کچھ عرصہ بیماری کا شکار رہ کر ماں بھی مر جاتی ہے۔ ایسے میں صائمہ کی دوستی محلے کے ایک لڑکے وسیم سے ہو جاتی ہے۔ جذباتی دھارے میں بہہ کر وہ حاملہ ہو جاتی ہے۔ اس سے چھٹکارے کے لیے وہ اپنا ابارشن کروا لیتی ہے۔ محلے والے کے طعنوں سے تنگ آ کر وہ مڈوائفری کا کورس کرنے کے بعد ایک کلینک میں نوکری سے نئی زندگی کا آغاز کرتی ہے۔ کلینک کے مالک ڈاکٹر وقاص سے شادی کر لیتی ہے۔ ڈاکٹر وقاص کے مرنے کے بعد وہ دوبارہ اپنے بچے کو ضائع کروا دیتی ہے۔ ناول کے اختتام پر ایک اور لڑکی صائمہ جیسے واقعے کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسی بنا پر مصنف نے اس ناول کا نام "ناتمام" رکھا ہے۔

محمد عاصم بٹ کے اس ناول میں بھی کئی وجودی عناصر دکھائی دیتے ہیں۔ دراصل وجودیت کے بھی دو واضح مکاتب فکر ہیں۔ ایک مثبت فکر کا حامل ہے جو معاشرے میں اپنے دست و بازو کے بل بوتے پر اپنی شناخت قائم کر لیتا ہے اور دوسرا احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اپنی اصل شناخت بھی گنوا بیٹھتا ہے۔ محمد عاصم بٹ کے کردار ایسے ہی منفی رویے کا شکار ہیں جو معاشرتی ظلم کی چکی میں پستے پستے اپنی شناخت گنوا بیٹھتے ہیں۔ ناول "دائرہ" میں بھی ہمیں اسی طرح کے وجودی

عناصر دکھائی دیتے ہیں اور ناول ''ناتمام'' بھی کچھ ایسے ہی کرداروں کا المیہ ہے۔ وجودیت کا فلسفہ انسانی زندگی کا فلسفہ ہے۔ وجودیت کے حوالے سے ڈاکٹر اشرف کمال لکھتے ہیں:

''یہ دوسروں کی آنکھوں سے چھلکنے والی چبھن ہے جو حزن ، یاس، پژمردگی، نااُمیدی، لاتعلقی اور تاسف کی کیفیات پیدا کرتی ہے۔''(۱۰)

محمد عاصم بٹ کے ناول ''ناتمام'' میں بھی کئی کہانیاں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ ایک کہانی کا مرکزی کردار صائمہ ہے اور دوسری کہانی یشودھرا اور سدھارتھ کی ہے۔ یشودھرا تیرہ برسوں کے بعد ماں بنتی ہے لیکن سدھارتھ اُسے چھوڑ کر نروان حاصل کرنے کے لیے جنگلوں بیابانوں میں چلا جاتا ہے۔ آٹھ برس بعد سدھارتھ کے واپس لوٹنے پر اُس ٹھکرائی ہوئی عورت کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

ایسی ہی ایک اور کہانی رامائن میں بیان کردہ سیتا اور رام کی ہے۔ سیتا کے کردار پر بھی تہمت لگی۔ ایودھیا کے عوام کی خواہش پر اسے محل سے نکال دیا گیا۔ بارہ برس کے بعد جب رام کا اپنے بچوں سے سامنا ہوا تو اُس نے سیتا سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن سیتا کے آنے کے بعد رام سمیت کسی نے بھی اسے معاف نہیں کیا اور سیتا زندہ دھرتی میں سماگئی۔ محمد عاصم بٹ کے بقول ایسی کہانیاں ہر دور میں دہرائی جاتی ہیں:

''یہ لیلا ہر یگ میں کھیلی جاتی ہے، بس چہرے اور نام بدلتے ہیں اور انتظار رہتا ہے۔ بالمیکی کا جو ہر یگ میں سیتا کی کتھا سنے اور اسے دوسروں کو سنائے۔''

محمد عاصم بٹ بھی بالمیکی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ''ناتمام'' ناول میں عاصم بٹ نے بیانیہ تکنیک کا استعمال کیا ہے۔ کہیں کہیں ہمیں شعور کی رو اور خود کلامی کی تکنیک کا استعمال بھی نظر آتا ہے۔ ''ناتمام'' دراصل ہمارے ہی معاشرے کی کہانی ہے۔ عاصم بٹ نے اس کہانی کے ذریعے حقیقت نگاری کی عکاسی کی ہے۔

ناول کی زبان صاف اور شستہ ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام یا پیچیدگی نہیں ہے ناول کے تمام کردار متحرک ہیں اور بھرپور فعالیت کے ساتھ اپنے حصے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ عاصم بٹ کا یہ ناول ہمارے سماج کے درمیانے طبقے کی کہانی کو پیش کرتا ہے۔ انھوں نے معاشرے کے تمام عناصر کو بڑی گہرائی اور گیرائی سے پیش کیا ہے جس کی وجہ سے ناول کی ہر کڑی دوسری کڑی سے پیوست نظر آتی ہے۔ یہ خصوصیت دراصل ناول نگار کی تخلیقی و معنوی سرگرمی کی عکاس ہے۔ یہ

حقیقت نگاری دراصل اس بات کی عکاس ہے کہ یہاں ہر شخص نے اپنے اپنے حصے کے دکھ سمیٹنے ہیں۔ یہی احساس اسے احساسِ کمتری کی طرف لے جاتا ہے۔

عاصم بٹ نے اپنے مشاہدے کی قوت سے ایسے مناظر پیش کیے ہیں جسے تمام انسان آسانی سے دیکھ اور محسوس کر سکتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے اکثر مقامات پر جزئیات نگاری کا سہارا بھی لیا ہے تاکہ قاری کے سامنے مکمل تصویر پیش ہو سکے۔ سہیل بخاری لکھتے ہیں:

> ''منظر نگاری سے باکمال مصنف انہیں ناول کا ایک لازمی جزو بنا دیتا ہے اور ان کی مدد سے کرداروں کی فطرت اور سیرت کے مختلف گوشوں کو بے نقاب کرتا ہے اور قدرتی مناظر کی ایسی تصویر تیار کرتا ہے جو افرادِ قصہ کے وقتی جذبات سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہوں۔''(۱۱)

محمد عاصم بٹ نے حقیقت کے باطن میں چھپے ہوئے گہرے شعور سے کام لیا ہے۔ انھوں نے جدید انسان کی باطنی اور خارجی کیفیات، نفسیات اور مسائل کو اپنے ناولوں میں پیش کیا ہے۔ دراصل عاصم بٹ کے ناول لاکرداریت کے عکاس ہیں۔ موجودہ دور کا انسان اپنی شناخت کھو چکا ہے۔ کرداروں کی شناخت کا مسئلہ دراصل وجودیت کا پیدا کردہ ہے۔

موجودہ عہد کا انسان جو حقیقی عقل و شعور سے تہی ہے وہ اپنے آپ کو باشعور اور باکردار سمجھتا ہے لیکن ابھی بھی اس کی جبلت سے حیوانیت منہا نہیں ہوئی۔ زندگی کے باطن کا یہ کھوکھلا پن محمد عاصم بٹ کے ناولوں کا خاص موضوع ہے۔ جب انسان خدا سے دور ہو جاتا ہے تو وہ زندگی میں کھوکھلے پن کا شکار ہو جاتا ہے۔

عاصم بٹ اس عہد کے اہم ناول نگار ہیں۔ اُن کے گہرے مشاہدے، وسیع اور تیز نظر، انسانی فطرت کی نباضی، واقعیت نگاری اور سادہ بیانی ایسی خوبیاں ہیں جن کی وجہ میں انھوں نے ناول نگاری میں اپنی انفرادیت پیدا کی ہے۔ انہی محاسن کی بنا پر جدید ناول نگاری میں اُن کی اہمیت مسلم رہے گی۔

حوالہ جات

۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، مغرب میں نفسیاتی تنقید، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص ۱۴۷

۲۔ روبینہ سلطان، تین نئے ناول نگار، لاہور: دستاویز، ۲۰۱۲ء، ص 215

۳۔ غفور احمد، نئی صدی نئے ناول، لاہور: دارالنوادر، ۲۰۱۴ء، ص

۴۔ محمد عاصم بٹ، دائرہ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء، ص ۳

۵۔ احسان اکبر، ڈاکٹر، پاکستانی ناول ہیئت رجحان اور امکان، مشمولہ: اُردو ناول تفہیم و تنقید، مرتبہ: نعیم مظہر، فوزیہ اسلم، اسلام آباد: ادارہ قومی زبان اُردو، ۲۰۱۲ء، ص ۱۸۷

۶۔ محمد عاصم بٹ، دائرہ، ص ۱۶۶

۷۔ غفور احمد، نئی صدی نئے ناول، ص ۲۳۱

۸۔ روبینہ سلطان، تین نئے ناول نگار، ص ۲۳۷

۹۔ محمد عاصم بٹ، ناتمام، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۷

۱۰۔ محمد اشرف کمال، تنقیدی تھیوری اور اصطلاحات، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۶ء، ص ۵۴

۱۱۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، ناول نگاری، لاہور: مکتبہ میری لائبریری، ۱۹۶۶ء، ص ۴۴۔۳۴